مقالات

سدّباب ذریعہ

اصول تشریع میں سے ایک اصل عظیم

از افادات علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

(۳۸) شارع نے جمعہ اور عیدین اور استسقاء اور صلوٰۃ خوف میں ایک ہی امام کے تحت جمع ہونے کا حکم دیا۔ باوجودیکہ صلوٰۃ خوف میں دو اماموں کے پیچھے الگ الگ جمع ہونا جنگی ضروریات کے لحاظ سے زیادہ قرین مصلحت تھا، اگر شارع نے ایک ہی امام کے پیچھے نماز ادا کرنے پر زور دیا محض اس لیے تھا کہ تفرق اور اختلاف اور تنازع کا سدباب ہو اور اجتماع قلوب اور وحدت اور اتفاق کی صورتیں پیدا ہوں۔ یہ چیز شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے اور اس نے ہر ممکن طریقہ سے اس مقصد کو نقصان پہونچانے والے ذرائع کی روک تھام کی ہے۔ حتٰی کہ نماز میں صفیں برابر کرنے کی تاکید بھی اسی لیے ہے کہ دلوں میں انتشار و اختلاف نہ پیدا ہو۔ اس کے شواہد اتنے کثیر ہیں کہ یہاں سب کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

(۳۹) سنت یہ ہے کہ رجب کے مہینہ یا جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص کر لینا مکروہ ہے اسی طرح شب جمعہ کو قیام کے لیے مخصوص کرنا بھی مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ اس میں یہ مصلحت ہے کہ لوگ کسی ایسی چیز کو اپنے لیے مشروع نہ بنا لیں جس کو اللہ نے مشروع نہیں کیا ہے۔ اگر خدا کے حکم کے بغیر لوگ کسی مخصوص وقت یا زمانہ کی عبادت کو لازم کرنے لگیں تو اس سے اُنہی خرابیوں کا دروازہ کھلتا ہے جن میں اہل کتاب

مبتلا ہوئے۔

(۴۰) اہل ذمہ پر جو قیود عائد کی گئی ہیں وہ سب اس غرض کے لیے ہیں کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان لباس اور وضع قطع اور سواری وغیرہ میں تمیز ہو۔ مقصد یہ تھا کہ ظاہری مشابہت کی وجہ سے مسلمان اور غیر مسلم خلط ملط نہ ہو جائیں اور ایسا نہ ہو کہ غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ اور مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کا سا معاملہ ہونے لگے۔ اسی فساد کا دروازہ بند کرنے کے لیے تمیز قائم رکھنے پر زور دیا گیا۔

(۴۱) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ناجیہ بن کعب الاسلمی کے ساتھ بیت اللہ کی طرف ہدی کے اونٹ روانہ کیے تو فرمایا کہ اگر ان اونٹوں میں سے کوئی اپنے مقام تک پہنچنے سے پہلے بیکار ہو جائے تو اس کو ذبح کر کے اس کے خون سے اس جوتی کو رنگ دینا جو اس کے گلے میں لٹکی ہوی ہے[۱]، اور اس کو لوگوں کے لیے چھوڑ دینا، تم خود یا تمہارے رفقا میں سے کوئی اس اونٹ کا گوشت نہ کھائے۔ اس کی مصلحت یہ بیان کی گئی کہ اگر مقام مقصود کو پہنچنے سے پہلے ان لوگوں کو ہدیہ کے اونٹوں کا گوشت کھانے کی اجازت دے دی جاتی تو ممکن تھا کہ وہ ان کی حفاظت اور ان کو چارہ پانی دینے میں غفلت کرتے اور انھیں کھا جانے کے لیے ایک بہانہ پیدا کر لیتے۔ لہٰذا مقام مقصود کو پہنچنے سے پہلے ان اونٹوں کا گوشت کھانا ان لوگوں کے لیے حرام کر دیا گیا، دراں حالیکہ وہ دوسروں کے لیے حلال تھا۔ غرض یہ تھی کہ جب یہ لوگ اپنے لیے انتفاع کا دروازہ بند پائیں گے تو اونٹوں کی حفاظت کریں گے اور اپنی حد تک انہیں سلامتی کے ساتھ منزل مقصود کو پہنچانے میں کوتاہی نہ کریں گے۔ یہ سدباب ذریعہ کا ایک نہایت لطیف طریقہ ہے جس سے شارع کے طرق تشریع پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

(۴۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو شخص کوئی چیز پڑی پائے وہ اس پر کسی کو گواہ کرے حالانکہ

---

[۱] عرب میں قاعدہ تھا کہ سفر کے موقع پر اونٹ کے گلے میں جوتی باندھ کر لٹکا دیتے تھے۔ اور یہ گویا عزم سفر کی علامت ہوتی تھی۔ اسی رسم کے لحاظ سے اسلام میں بھی جب کعبہ کی طرف ہدی کے اونٹ روانہ کیے جاتے تو انکے گلے میں جوتی باندھ دی جاتی۔

ایسا شخص امین ہی ہوگا مگر اس پر گواہ کرنے کو ضروری قرار دیا گیا تاکہ طمع اور اخفاء کے ذریعہ کا سد باب ہو جائے ممکن ہے کہ چیز اٹھاتے وقت اس کی نیت درست ہو اور بعد میں یہ دیکھ کر کہ کوئی اس راز سے واقف تو ہے نہیں، اس کی نیت میں فساد آجائے۔ پس جب وہ جلدی کر کے کسی کو اس پر گواہ کرے گا تو لالچ اور اخفاء کا خطرہ جاتا رہے گا۔ یہ بھی سدّ باب ذریعہ کی لطیف ترین تدبیروں میں سے ہے۔

(۴۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ماشاء اللہ و شاء محمد کہنے سے منع فرمایا اور اس خطیب کی مذمت کی جس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ "جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ وہ سیدھے رستے پر ہوگا اور جو ان دونوں کی نافرمانی کرے گا وہ بھٹک جائے گا۔" یہ ممانعت محض اس غرض سے تھی کہ کہیں تشریک لفظی سے تشریک معنوی تک نوبت نہ پہنچ جائے۔ اللہ کے رسول کا مقصد شرک کی جڑ ہی کاٹ دینا تھا۔ اس لیے آپ نے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے بھی منع فرما دیا جن سے شرک کی بو آتی ہو۔ جس شخص نے ماشاء اللہ ورسولہ کہا تھا اس سے آپ نے فرمایا کہ تو مجھے خدا کا شریک ٹھیراتا ہے؟ گو اس کا قصد ایسا نہ تھا مگر درود و سلام ہو اللہ کے نبی پر کہ آپ نے لفظ میں بھی شرک کو جائز نہ رکھا تاکہ وہ فعل اور قصد میں شرک کرنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

(۴۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر ہی نماز پڑھیں اس کا مقصد یہ تھا کہ مشابہت کفار کے ذریعہ کا سدّ باب ہو، اور کہیں مسلمانوں کا بھی وہی حال نہ ہو جائے کہ ان کے سردار بیٹھے ہیں اور وہ ان کے سامنے کھڑے رہا کریں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور اس کی علت بھی خود آپ ہی نے بیان فرمائی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہے ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں کیونکہ کوئی روایت اس کی ناسخ نہیں آئی۔

(۴۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت نماز پڑھنے والے کو حکم دیا کہ جب وہ اونگھنے لگے تو نماز چھوڑ کر سو جائے۔ فرمایا کہ اس حال میں نماز پڑھے گا تو ممکن ہے کہ وہ استغفار کرنے جائے اور

الٹا اپنے حق میں برا کہنے لگے۔ لہذا اس کو سونے کا حکم دیدیا تاکہ اس کی نماز زیادہ گوئی کا ذریعہ نہ بن جائے

(۴۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی منگنی پرمنگنی کا پیغام بھیجے یا اس کی بولی پر بولی دے یا اس کی بیع پر بیع کرے۔ اس سے مقصود یہ ہے کہ اس قسم کے مقابلے کہیں مسلمانوں میں آپس کے بغض و حسد اور دشمنی کے اسباب نہ بن جائیں۔ پس یہ احکام صرف انہی تین معاملات کے متعلق نہیں ہیں بلکہ مناصب اور عہدوں اور ملازمتوں میں ایک دوسرے کے خلاف جدوجہد کرنا بھی ناجائز ہے اور تمام ایسے مقابلے ممنوع ہیں جو ایک مسلمان اور دوسرے مسلمان کے درمیان عداوت اور بغض پیدا کرنے والے ہوں۔

(۴۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوراخوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ اس کی غرض یہ بھی کہ یہ فعل کسی اذیت کا سبب نہ بن جائے۔ ممکن ہے کہ سوراخ کسی موذی جانور کا بل ہو اور وہ نکل کر کاٹ لے۔

(۴۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راستوں پر اور سایہ کی جگہوں اور آب کشی کے مقامات پر بول و براز کرنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ بھی خود ہی بیان فرمادی کہ "لعنت کیے جانے کے تین طریقوں سے بچو"۔ ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ "دو لعنت کرنے والوں سے بچو"۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ لعنت کرنے والے کون ہیں۔ فرمایا وہ جو لوگوں کے راستوں پر اور ان کی پناہ لینے کی جگہوں پر بول و براز کرتے اور ان کی زبان سے لعنت کے الفاظ نکلواتے ہیں۔

(۴۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ جب تک میں نماز کے لیے نکل نہ آؤں کھڑے نہ ہوا کریں۔ مقصد یہ تھا کہ نماز سے پہلے آپ کے انتظار میں کھڑے ہوتے ہوتے کہیں قیام بغیر اللہ کی رسم نہ پڑ جائے۔ اگرچہ اس وقت لوگ صرف نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے مگر امام کے نکلنے سے پہلے قیام کرنا ایک فساد کا ذریعہ تھا اور اس میں فائدہ کچھ نہ تھا۔

(۵۰) حضور نے نماز جمعہ سے متصل ہی کوئی نماز پڑھنے کی ممانعت فرما دی اور نماز جمعہ کے بعد دوسری کوئی نماز پڑھنے سے پہلے کوئی بات کرنا یا مسجد سے نکل آنا ضروری قرار دیا تاکہ یہ زیادت فی الفرض کا ذریعہ نہ بن جائے۔ سائب بن یزید کی روایت ہے کہ میں نے مقصورہ میں جمعہ کی نماز پڑھی اور جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر پھر دوسری نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔ نماز جمعہ کے بعد تاوقتیکہ کوئی بات نہ کرو یا مسجد سے نکل نہ جاؤ دوسری نماز نہ پڑھا کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے۔

(۵۱) جس شخص نے اپنے گھر میں نماز پڑھ لی ہو۔ پھر مسجد میں آئے اور دیکھے کہ جماعت ہو رہی ہے تو اس کو حکم ہے کہ جماعت میں شریک ہو جائے۔ یہ اس لیے کہ اس کے نماز میں شریک نہ ہونے سے یا تو یہ بدگمانی ہوتی ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتا یا نماز نہ پڑھنے والوں کے لیے یہ ایک پردہ بن جاتا ہے۔

(۵۲) نماز عشا کے بعد آنحضرتؐ نے بات چیت میں لگ جانے یا جاگتے رہنے کو منع فرما دیا۔ آپ نماز عشا سے پہلے سونے کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ اور اس کے بعد بات چیت میں لگ جانے کو بھی۔ اس لیے کہ پہلے سو جانا نماز کے فوت ہو جانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اور بعد میں باتیں کرنا قیام لیل اور نماز صبح کے فوت ہو جانے کا سبب بن جاتا ہے۔ البتہ اگر اس مصلحت سے زیادہ بڑی کوئی مصلحت ہو تو جائز ہے مثلاً علمی خدمت میں مشغول ہو یا مسلمانوں کے مصالح سے متعلق کوئی کام ہو۔

(۵۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو حکم دیا کہ جب جماعت میں شریک ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے سے پہلے سجدہ سے نہ اٹھیں۔ اور وجہ خود ہی بیان فرمائی کہ کہیں ان کی نظر مردوں کی شرمگاہوں پر نہ پڑے۔

(۵۴) آپ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پاس والی مسجد کو چھوڑ کر دور کی مسجد تک جائے۔ ابن عمر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے پاس والی مسجد میں

جائے اور اس سے گذر کر دوسری مسجد میں نہ جائے۔ یہ اس لیے کہ ایسا کرنا کسی مسجد کو ویران چھوڑ دینے اور اس مسجد کے امام کی بددلی کا ذریعہ نہ بن جائے۔ ہاں مسجد کا امام اگر نماز پوری طرح ادا نہ کرتا ہو یا بدعادات کا ارتکاب کرتا ہو یا علانیہ فجور کا مرتکب ہو تو اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جانا جائز ہے۔

(۵۵) آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اذان کے بعد مسجد سے نماز پڑھے بغیر نہ نکلیں۔ یہ اس لیے کہ ان کا نکل جانا جماعت سے غفلت کا سبب نہ بن جائے۔ حضرت عمار نے ایک شخص کو اذان کے بعد مسجد سے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اس نے ابوالقاسم کی نافرمانی کی۔

(۵۶) حضور نے جمعہ کے وقت مسجد میں ٹیک لگا کر بیٹھنے اور رومال سے گھٹنے اور کمر باندھ کر بیٹھنے کی ممانعت فرمادی جیسا کہ مسند امام احمد میں سہل بن معاذ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ اس لیے کہ ایسا کرنا نیند آجانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

(۵۷) حضور نے عورتوں کو خوشبو لگا کر اور بخور استعمال کرکے اور مزین ہو کر مسجد میں آنے کی ممانعت فرمادی۔ یہ اس لیے کہ یہ سب چیزیں مردوں کے جذبات کو بھڑکانے والی اور ان کی طرف مائل کرنے والی ہیں۔ آپ نے اسی فساد کا سدباب کرنے کے لئے عورتوں کو حکم دیا کہ جب آئیں تو بالکل سادہ لباس میں بغیر کسی خوشبو اور زینت کے آئیں اور مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں، اور اگر نماز میں کسی بات پر متنبہ کرنا ہو تو سبحان اللہ نہ کہیں بلکہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں۔ یہ سب احکام سدباب ذریعہ کے قبیل سے ہیں۔

(۵۸) آپ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنے شوہر سے کسی غیر عورت کی صفت اس طرح نہ بیان کرے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے۔ اس سے بھی مفاسد کا سدباب مقصود تھا کہ بسا کیں دولت از گفتار خیزد۔

(۵۹) آپ نے لوگوں کو سڑکوں پر بیٹھنے سے منع فرمادیا کہ یہ نظر بازی اور محارم کی تاک جھانک اور شہدپن کا ذریعہ نہ بن جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ کبھی ایسا کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ فرمایا راستہ کو اس کا

حق ادا کرو۔ پوچھا راستہ کا حق کیا ہے۔ فرمایا نظریں نیچی رکھو، راہ گیروں کو تکلیف دینے سے باز رہو۔ اور سلام کا جواب دو۔

(۶۰) آپ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ ایک مکان میں رات گذارے الا یہ کہ وہ اس کا شوہر یا محرم ذی رحم ہو۔ یہ اسلیے کہ کہیں اجنبیہ کے پاس رات گذارنا حرام میں مبتلا ہونے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

(۶۱) آپ نے حکم دیا کہ جو چیز کسی مقام پر خریدی گئی ہو اس کو اسی جگہ فروخت نہ کیا جائے۔ فروخت کرنے سے پہلے اس کو وہاں سے منتقل کر دینا چاہیے۔ یہ اس لیے کہ اگر ایسا کیا گیا تو ممکن ہے کہ پہلا بائع دوسرے بائع کو نفع کماتے دیکھ کر اپنی بیع منسوخ کرنے اور مال واپس لے کر نئے خریدار سے معاملہ کرنے پر آمادہ نہ ہو جائے۔ اس حکم کو اس قاعدۂ کلیہ سے مؤکد کیا گیا کہ جب تک انسان کسی چیز کے نقصان کا ذمہ دار نہ ہو اس سے نفع کمانے کا حق نہیں رکھتا۔

(۶۲) آپ نے ایک بیع میں دو بیع کرنے سے منع فرمایا۔ ایک حدیث میں ایسی بیع کو ممنوع کہا گیا ہے جس میں دو شرطیں ہوں اور ان میں سے ناقص ترین شرط کسی ایک فریق کی طرف عائد ہوتی ہو تیسری حدیث میں اس کو ربوٰ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی ممانعت ربا ہی کے سدباب کے لیے ہے مثلاً بائع نے اپنا مال خریدار کے ہاتھ سو روپیے میں فروخت کیا۔ اور ادائے قیمت کے لئے مہلت دی پھر وہی مال اس سے دو سو روپیے میں خریدا۔ یہ ایک بیع میں دو بیعیں ہوئیں۔ لینے والا جو رقم زائد لے گا وہ سود ہو گی۔ اسی طرح اگر بائع نے مال سو روپے میں قرض فروخت کیا تھا۔ پھر اسی مشتری سے ۵۰ روپیے میں اس کو خرید لیا اور باقی پچاس اس پر قرض رکھے تو یہ بھی سود ہو گا۔ اور یہ طریقہ سودخواری کے بڑے ذرائع میں سے ہے۔ اس حدیث کو ایسی بیع پر محمول کرنا درست نہیں جس میں بائع نے خریدار کو اختیار دیا ہو کہ خواہ پچاس میں نقد خریدے خواہ سو میں قرض خریدے۔ ایسی بیع میں نہ ربا ہے، نہ دھوکا ہے

نہ مجہولیت ہے، نہ قمار ہے اور نہ مفاسد میں سے کوئی اور مفسدہ ہے، کیونکہ اس نے تو خریدار کو یہ اختیار دیا ہے کہ دونوں قیمتوں میں سے جو قیمت چاہے قبول کرے۔ اس قسم کا اختیار جس بیع میں دیا گیا ہو اس کی نوعیت اس بیع سے مختلف نہیں جس میں بیع کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد خریدار کو تین دن کی مہلت دی جاتی ہے کہ خواہ مال رکھ لے خواہ واپس کر دے۔

(۶۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو الگ الگ بستروں پر سلانے کا حکم دیا ہے۔ اور لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ سلانے کی خاص طور پر ممانعت فرمائی ہے۔ یہ بھی سدِ باب ذرائع کی لطیف تدابیر میں سے ہے۔

(۶۴) حضور نے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے حق میں خبثت نفسی (میرا نفس خبیث ہو گیا) کے الفاظ استعمال کرے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ایسے مواقع پر لقست نفسی (میرا نفس بگڑ گیا) کہا کرو۔ مدعا یہ ہے کہ لوگوں کو بیہودہ الفاظ استعمال کرنے کی عادت نہ پڑے، کیونکہ الفاظ اور معانی میں جو مناسبت ہے اس کی بنا پر بُرے الفاظ استعمال کرتے کرتے ان کے معانی بھی نفس میں اثر کر جاتے ہیں۔ اور اسی لئے تم دیکھتے ہو کہ جو شخص کسی بُرے لفظ کا خوگر ہو جاتا ہے اس کے اوپر رفتہ رفتہ اس لفظ کی روح مسلّط ہو جاتی ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خُبثِ لفظی سے منع کر کے خبثِ معنوی کا دروازہ بند کرنا چاہا ہے۔

(۶۵) حضور نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے غلام اور لونڈی کو عبدی و اَمتی (میرا بندہ یا میری بندی) نہ کہے بلکہ فتای و فتاتی (میرا چھوکرا یا میری چھوکری) کہا کرے۔ اسی طرح آپ نے لونڈی غلاموں کی نسبت سے آقا کے لیے رَبّ کا لفظ استعمال کرنے کی بھی ممانعت فرمائی۔ اگرچہ ربّ کے معنی مالک کے بھی ہیں جیسے ربّ الدار گھر کا مالک اور ربّ الابل اونٹ کا مالک لیکن انسان کے مقابلہ میں انسان کے لئے عبد اور ربّ کے الفاظ استعمال کرنے سے شرک فی اللفظ ہوتے ہوتے شرک فی المعنیٰ کا خطرہ پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ نے لونڈی غلاموں کے لئے عَبد اور اَمَۃ کے الفاظ کو فتیٰ اور فتاۃ سے بدل دیا۔ اور آقا کے لیے ربّ کے بجائے سید کا لفظ استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی۔

(۶۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو کسی محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع فرمایا۔ اس سے بھی ذرائع فساد کا سد باب کرنا مقصود ہے۔

(۶۷) حضور نے فرمایا کہ اہل کتاب جو کچھ بیان کرتے ہیں اس کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب۔ اس لیے کہ ان کی تصدیق ممکن ہے کہ تصدیق باطل کا ذریعہ بن جائے اور ان کی تکذیب ممکن ہے کہ تکذیب حق کا سبب ہو جائے۔

(۶۸) حضور[۴] نے غلاموں کے نام افلح اور نافع اور رباح اور یسار رکھنے سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ الفاظ ایسے شگون لینے کے ذرائع بن سکتے ہیں جو ناجائز ہیں۔ اگرچہ افلح اور نافع وغیرہ سے یہاں لفظی معنی مراد نہیں ہوتے بلکہ غلام کا نام ہی مراد ہوتا ہے لیکن یہ الفاظ مکروہ معانی و مقاصد کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے مکروہ قرار دیے گئے۔

(۶۹) حضور[۳] نے مردوں کو تنہائی میں اور شوہروں کی غیبت میں عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ ظاہر ہے کہ یہ بھی مفاسد کے سدّباب کی خاطر ہے۔

(۷۰) حضور[۲] نے برّہ نام رکھنے سے منع فرمایا اس لئے کہ ایسا نام خودستائی اور اپنی بزرگی آپ ظاہر کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اگرچہ ابتدا میں اس سے محض تسمیہ مقصود ہوتا ہے۔

(۷۱) حضور نے شراب کو دوائً استعمال کرنے کی ممانعت فرمائی اگرچہ علاج کی مصلحت استعمال شراب کے مفسدہ سے بڑھ کر ہی کیوں نہ ہو۔ یہ اس لیے کہ شراب نوشی کی طرف رغبت پیدا ہونے اور اس کی نفرت دل سے نکل جانے کے جتنے اسباب ممکن ہیں، شریعت ان سب کا سد باب کرنا چاہتی ہے، لہٰذا اس نے مادۂ مے نوشی کا قطعی استیصال کر دیا حتی کہ دوا کے لیے بھی شراب استعمال کرنے کی اجازت نہ دی۔

(۷۲) حضور نے اس سے منع کیا کہ تیسرے شخص کی موجودگی میں دو آدمی آپس میں گھسر پسر کریں یہ اس لیے کہ ایسا کرنا دوسروں کی دلشکنی کا سبب ہے اور اس سے آپس میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۷۳) اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے لونڈی سے نکاح کرنا ممنوع کر دیا جو آزاد عورت سے نکاح کرنے

پر قادر ہو، بجز اس حالت کے کہ آدمی تنگدست ہو۔ یہ اس لیے کہ لونڈی سے نکاح کرنا اپنی اولاد کو کنیز زادگی کا داغ لگانا ہے۔ پھر جب اس فعل سے منع کیا گیا تو ایسی لونڈی سے بھی نکاح کرنے کی اجازت نہ دی گئی جو آئسہ ہو چکی ہو اور جسے حمل و ولادت کی امید نہ رہی ہو۔ کیونکہ جس چیز کی ممانعت کی جاتی ہے اس کے ذرائع کا دروازہ کھولنا شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ اسی مصلحت کی بنا پر امام احمد نے اسیر اور تاجر کو دار الحرب میں نکاح کرنے سے منع کیا ہے تاکہ اس کی اولاد غلامی کے خطرے میں نہ مبتلا ہو۔ انہوں نے ایک دوسری وجہ بھی بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ شائد دار الحرب میں وہ شخص اپنی بیوی کی عصمت بچانے پر قادر نہ ہو سکے۔

(۴۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مرضین آدمی کو تندرست آدمی کے پاس لے جانے سے منع فرمایا۔ اس لیے کہ ایسا کرنا یا تو اس تندرست کو بھی بیماری میں مبتلا کرنے کا ذریعہ بن جائے گا یا وہم اور خوف کی وجہ سے اس کے لیے سبب اذیت ہوگا۔

(۵۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو دیار ثمود میں داخل ہونے سے روک دیا الا یہ کہ روتے ہوئے جائیں۔ یہ اس لیے کہ وہ ایک معذب قوم کا مقام تھا۔ اندیشہ تھا کہ وہاں فرحان و شاداں جانا کسی آفت میں مبتلا ہو جانے کا سبب نہ بن جائے۔

(۶۱) حضورؐ نے انسان کو کسی ایسے شخص پر نظر رکھنے سے منع کیا جو اس سے زیادہ مال دار ہو اور اس سے بہتر لباس پہنے ہوئے ہو۔ اس لیے کہ اللہ نے جو نعمت خود اس کو دے رکھی ہے کہیں وہ اس کو حقیر نہ سمجھنے لگے اور یہ اس کے لئے ذریعہ ہلاکت بن جائے۔

(۶۲) حضور نے گھوڑیوں پر گدھے ڈالنے کی ممانعت فرمائی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ گھوڑوں کی نسل قطع کرنے اور گھوڑوں کی تعداد کم ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور اگر یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ نے گھوڑے کا گوشت کھانے سے منع کیا۔ تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ گھوڑوں کی تعداد کم ہونے سے ان مصالح کو نقصان پہنچیگا جو غذا سے زیادہ اہم ہیں۔ بعض غزوات میں آپ نے لوگوں کو گھوڑوں کی پیٹھوں پر ضرب لگانے سے منع

کیا کہ وہ بیکار نہ ہو جائیں۔

(۷۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برا خواب دیکھنے والوں کو اپنے خواب کا ذکر کرنے سے منع کیا کیونکہ یہ کہیں اس خواب کے مرتبۂ وجودِ لفظی سے وجودِ خارجی میں منتقل ہونے کا ذریعہ بن جائے۔ یہ سدِّ ذرائع کی ایک لطیف ترین مثال ہے۔ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ عموماً برائیاں درجاتِ ظہور میں طبقاً بعد طبقٍ منتقل ہوتی ہیں پہلے وجودِ ذہنی ہوتا ہے۔ پھر وہ بیان میں منتقل ہو جاتا ہے اور آخرکار اس کا ظہور خارج میں ہو جاتا ہے۔

(۷۹) حضورؐ سے پوچھا گیا کہ شراب سے سرکہ بنایا جا سکتا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ حالانکہ آپ نے ایسے سرکہ کی اجازت دے دی تھی جو خمر سے بلا تخلیل حاصل ہوا ہو۔ پس تخلیل کی ممانعت صرف اس لیے تھی کہ آپ شراب رکھنے کے کسی بعید ترین ذریعہ کو بھی آزاد نہ چھوڑنا چاہتے تھے ممکن تھا کہ تخلیل کی اجازت سے فائدہ اٹھا کر لوگ شراب اپنے پاس رکھنے لگیں اور یہ کسی وقت اس کے استعمال کا محرک ہو جائے۔

(۸۰) حضورؐ نے ننگی تلوار لینے اور دینے سے منع فرمایا تاکہ یہ کسی برائی کا سبب نہ بن جائے۔ ہو سکتا ہے کہ شیطان اس وقت آدمی کے ہاتھ سے کھیلنے لگے اور اس کو کسی فتنہ میں مبتلا کر دے۔

(۸۱) حضورؐ نے مسجد میں نیزے لے کر آنے والوں کو حکم دیا کہ ان کے پھل ہاتھ میں رکھو تاکہ ان کی نوک سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچ جائے۔

(۸۲) آپ نے شیاع (تفاخر بالجماع) کی شرعی ممانعت فرمائی کیونکہ اس سے فساد پھیلتا ہے اور بے ہونے کے علاوہ یہ نفوس میں تحریک کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسی باتیں سن کر کسی شخص کے جذبات بھڑکیں اور وہ حلال کا ذریعہ نہ رکھنے کی وجہ سے حرام میں مبتلا ہو جائے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ مجاہرین (یعنی وہ لوگ جو اپنے معاصی کا چرچا کرتے ہیں) اللہ کی عافیت سے خارج ہیں۔

(۸۳) حضورؐ نے ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا، کیونکہ اس سے پانی نجس ہوتا ہے اس باب میں پانی کی کثرت اور قلت کی کوئی تمیز نہیں اس لیے کہ کثیر پانی میں اگر بول و براز کرنے کی اجازت

دی جائے تو کسی وقت قلیل پانی کو بھی نجس کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی ممانعت عام ہے کیونکہ اگر ہر شخص یہی خیال کرے کہ میرا تھوڑا سا پیشاب اتنے پانی کو کیا گندہ کرے گا تو پیشابوں کے تواتر سے پاک پانی نادر الوجود ہو جائے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت صرف اس پانی کے لیے ہے جو قلتین سے کم ہو یا جس کو کھینچ لینا ممکن ہو، وہ حکمت تشریع سے ناواقف ہیں۔ شارع حکیم کا مقصد تو ٹھیرے ہوئے پانی کو نجاست سے پاک رکھنا ہے۔ اس کے لیے پانی کی مقدار مقرر کرنا اور کسی خاص مقدار سے زیادہ پانی میں پیشاب کی اجازت دینا گویا پانی کے خزانوں کو پیشاب گاہ بنا دینا ہے، جو شارع کی حکمت سے ابعد ہے۔ شارع نے کسی جگہ بھی قلتین سے زیادہ پانی میں یا ایسے پانی میں جس کو کھینچنا ممکن ہو، پیشاب کی اجازت نہیں دی بلکہ عمومیت کے ساتھ ٹھیرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ۔

(۸۴) حضورؐ نے مسافر کو دشمن کے ملک میں قرآن لے جانے سے منع فرمایا ہے اور خود ہی اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ شائد اس طرح قرآن دشمنوں کے ہاتھ پڑ جائے اور وہ اس کی توہین کریں۔

(۸۵) حضورؐ نے احتکار[1] کی ممانعت فرمائی ہے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو یا محتاج کی تنگی ہوتی ہے، اور یہ گرانی اجناس کا ذریعہ ہے۔ اسی بنا پر ایسے احتکار کی ممانعت نہیں ہے جو لوگوں کے لیے ضرر رساں نہ ہو۔

(۸۶) حضورؐ نے اس سے منع کیا کہ کوئی شخص اپنی ضرورت سے زیادہ پانی کا استعمال دوسروں پر بند کرے۔ اور خود ہی وجہ یہ بیان فرمائی کہ کہیں یہ زائد از ضرورت چارے کو بھی روکنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنا پانی تک دوسروں کے جانوروں کو نہ پینے دے گا وہ اس کے ارد گرد کی چراگاہ میں ان کے جانور بھی نہ چرنے دیگا۔ اور یہ تنگ دلی لوگوں کے لیے سختی و مصیبت کا سبب بن جائے گی۔

(۸۷) حضورؐ نے حاملہ عورت پر حد زنا جاری کرنے کی ممانعت فرمائی تاکہ یہ اس کے پیٹ کے بچے کی ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔

---

[1] غلہ وغیرہ کے ذخائر اس غرض سے روک رکھنا کہ قیمتیں چڑھنے کے وقت ان کو فروخت کریں گے۔

(۸۸) حضورؐ نے جذام کے مریضوں کی طرف نظر جما کر دیکھنے سے منع فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں یہ بیماری دیکھنے والے کو بھی نہ لگ جائے۔ اہل طبیعت اس کے معترف ہیں کہ بعض بیماریاں محض نظر کے واسطے سے لگ جاتی ہیں۔ ایک عالم طبیعیات نے خود مجھ سے بیان کیا کہ میرا ایک عزیز آنکھوں کا معالج تھا جب اس نے اپنے پیشہ کا آغاز کیا تو کچھ عرصہ بعد اُس کی آنکھیں دکھنے آگئیں اچھا ہونے کے بعد اس نے پھر اپنا کام جاری کیا اور پھر اس کی آنکھیں دکھیں۔ اس طرح کئی مرتبہ وہ بیمار ہوا۔ اس تجربہ سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ طبیعت نظر کے واسطے سے بھی منتقل ہوتی ہے۔ چونکہ وہ بار بار آشوب چشم کے مریضوں کی آنکھیں دیکھتا تھا اس لئے مریضوں سے آشوب کی طبیعت اس کی آنکھوں میں منتقل ہوگئی۔ اگرچہ اس قسم کا انتقال ہونے کے لئے پہلے سے اس شخص میں اس مرض کی استعداد ہونا لابُد ہے مگر یہ کون جانتا ہے کہ اس میں کس مرض کی استعداد ہے اور کس کی نہیں۔

(۸۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کے وقت جھکنے اور سر و کمر کو خم کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ آج بہت سے لوگ جو عالم کہلاتے ہیں مگر سنت کا علم نہیں رکھتے، اس سنت کی مخالفت میں اتنا مبالغہ کر رہے ہیں کہ انسانوں کے سامنے رکوع کی حد تک جھک جانے کو بھی جائز رکھتے ہیں۔ اور ایک جماعت تو اپنے زندہ اور مردہ شیوخ کے سامنے اس قدر جھکتی ہے کہ سجود کے قریب قریب پہنچ جاتی ہے۔ ایک تیسرا طائفہ ہے جو اس کو جائز رکھتا ہے کہ ایک شخص خدا بن کر بیٹھے اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔ ان تینوں گروہوں نے نماز کی ایک ایک چیز لے لی ہے۔ ایک نے رکوع لیا۔ دوسرے نے سجود اور تیسرے نے قیام۔ حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی انسان کے سامنے سر اور کمر کو محض خم کرنا بھی جائز نہ رکھا تاکہ یہ تعبد لغیر اللہ کا سبب نہ بن جائے۔ حتیٰ کہ آپ نے اس کی بھی اجازت نہ دی کہ جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو۔ اس کے پیچھے لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ گو یہ قیام خدا کی عبادت ہی کے لیے ہے۔ مگر آپ کی حکیمانہ نظر دیکھ رہی تھی کہ مخلوق کی تعظیم اور عبودیت میں قیام کرنے کا بھی ایک خفیف ترین شائبہ اس کے

اندر موجود ہے اس لیے آپ نے اس تک کا قلع قمع کر دیا۔

(۹۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے چاندی اور غلات وغیرہ کے ہم جنس مبادلہ میں حکم دیا ہے کہ مبادلہ دست بدست ہو اور تقابض سے پہلے فریقین کے جدا ہونے کی ممانعت فرما دی تاکہ اس کو مہلت اور تاجیل کا ذریعہ نہ بنا لیا جائے جو ربا کی اصل ہے۔ ایک ہی مجلس میں تقابض کی شرط اسی لئے لگائی گئی ہے کہ لوگ ربا کے قریب بھی نہ پھٹکنے پائیں۔ پھر حضور نے ہم جنس اشیاء کے مبادلہ میں مثل بمثل کی شرط بھی لگائی اور واجب کیا کہ مقدار میں ایک شئے سے زائد نہ ہو حتّٰی کہ اچھی اور بری کھجوروں کا مبادلہ بھی مساوی مقدار میں کیا جائے۔ یہ سب اسی لیے ہے کہ ربا النسیئہ کا دروازہ نہ کھلنے پائے۔ کیونکہ جب لوگ اس زیادتی تک سے پرہیز کریں گے جو مال کی بہتری اور خوبی وغیرہ کے مقابلہ میں ہو تو وہ بدرجۂ اولیٰ اس زیادتی سے بھی پرہیز کریں گے جس کے مقابلہ میں بجز مہلت کے اور کچھ نہ ہو۔ ربا الفضل کی تحریم میں یہی حکمت ہے جو اکثر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے، حتّٰی کہ بعض متاخرین نے صاف ہی کہدیا کہ ربا الفضل کے حرام ہونے کی علت ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ حالانکہ شارع نے خود ہی علت بیان فرمادی ہے کہ اسے ربا النسیئہ کے ذریعہ کا سدّباب کرنے کے لیے حرام کیا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ فانی اخاف علیکم الرما والرما ھو الربا (یعنے مجھے خوف ہے کہ کہیں تم ربا میں مبتلا نہ ہو جاؤ)۔ پس تحریم ربا کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نوع تو وہ ہے جو اصل مفسدہ کی وجہ سے حرام کی گئی ہے یعنی ربا النسیئہ اور دوسری نوع وہ ہے جو محض وسیلہ اور ذریعہ ہونے کی وجہ سے حرام کر دی گئی ہے جو لوگ شارع حکیم کی حکمت کو نہیں سمجھتے ان کے لیے لازم ہے کہ ربا الفضل سے تعبّدِ محض کے طور پر باز رہیں۔

لہ مطلب یہ ہے کہ جب ایک ہی جنس کی دو چیزوں کا مبادلہ ہو تو اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے کا معاملہ ہونا چاہیے۔ اگر قبضہ لینے سے پہلے فریقین ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ اس باب میں یہاں تک سختی کی گئی ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے جدا ہو جانے کو بھی جائز نہیں رکھا گیا۔ کیونکہ اگر اس کو جائز رکھا جائے تو مہلت کا دروازہ کھلتا ہے اور سود کی جڑ یہی مہلت ہے۔

(۹۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی بہت سی انواع کو سد باب ذریعہ کی خاطر ممنوع قرار دیا ہے مثلاً نکاح بلا ولی کہ وہ زنا کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ ایک زانی ایک عورت کو اس بات پر راضی کر لیتا ہے کہ وہ اپنا نفس دس درہم کے عوض اس کے حوالہ کر دے اور اس پر اپنے دوستوں کو یا راہ چلتوں میں سے دو آدمیوں کو پکڑ کر گواہ کر لیتا ہے۔ اگر اس کو جائز رکھا جائے تو ایسے نکاح اور زنا میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔ اسی طرح حضور نے ایسے نکاح کو بھی حرام قرار دیا ہے جو محض حلالہ کرنے کے لئے کیا جائے۔ کیونکہ اس میں عورت کو بیوی بنانے کا تو ابتداہی سے ارادہ نہیں ہوتا۔ وہ محض اس سے ایک مرتبہ یا حد سے حد چند مرتبہ جماع کرنے کے لیے عقد کرتا ہے، اور یہ حقیقۃً زنا ہی ہے۔ اگرچہ صورت بدلی ہوی ہے۔ نکاح متعہ کی تحریم بھی اسی لیے ہے کہ متعہ کرنے والا محض ایک خاص مدت تک اپنی خواہش نفسانی پوری کرنے کے لیے عورت سے معاملہ کرتا ہے۔ ان سب انواع نکاح کو ذریعۂ سفاح کا انسداد کرنے کے لیے حرام کیا گیا ہے۔ اور صرف ایسے نکاح کو جائز رکھا گیا ہے جس میں زوجین ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کا قصد رکھتے ہوں، اور جس میں ولی اور شاہد موجود ہوں اور جس کو اعلان کے ساتھ کیا جائے۔

(۹۲) حضور نے صدقہ کرنے والے کو اپنا صدقہ کیا ہوا مال خریدنے سے منع فرمایا ہے اگرچہ وہ اس کو بازار میں سستا ہوا ہی کیوں نہ پائے یہ اس لئے کہ انسان کے دل میں اس چیز کو واپس لینے کی کوئی خواہش تک باقی نہ رہے جو اس کے پاس سے خدا کے لیے نکل چکی ہے۔ جب کوئی شخص بعوض بھی اپنے صدقہ کو واپس نہ لے سکتا ہو تو ظاہر ہے کہ وہ بلا عوض اسے واپس لینے سے بدرجۂ اولیٰ باز رہے گا، اور اس کے نفس کو اس مال سے کوئی تعلق باقی نہ رہے گا جس کو وہ راہ خدا میں دے چکا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بات ثابت ہے کہ صدقہ کیے ہوے مال کو خریدنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اور غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ اگر یہ ممنوع نہ ہو تو ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے کہ پہلے اپنے مال کا صدقہ کسی فقیر کو دے، پھر اس کو کم قیمت دے کر خرید لے۔ فقیر بیچارہ یہ دیکھ کر کہ کچھ تو ہاتھ آتا ہے، اس کو بخوشی یا مجبوراً بیچ دیگا۔ مگر اللہ عالم الاسرار

ہے۔ اور اس کی نظر میں اصلی قیمت مال کی نہیں بلکہ اس نیت کی ہے جس کے ساتھ مال دیا گیا ہے۔

(۹۳) حضور نے پھل پکنے سے پہلے ان کی بیع سے منع فرمایا کیونکہ پھل پکنے سے پہلے خراب ہو سکتے ہیں اور ایسی بیع خریدار کا مال ناحق کھانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس ذریعہ کا سدباب کرنے میں مزید تاکید یہ کی گئی کہ اگر جائز طور پر خریدنے کے بعد پھل خراب ہو جائیں تو خریدار کے حق میں آفت ناگہانی کا حکم لگایا جائیگا تاکہ وہ سوچ سمجھ کر معاملہ کرے اور اس پر ظلم نہ ہو، نہ اس کا مال بلاحق کے کھایا جائے

(۹۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری تقدیر کا لکھا جب پیش آئے تو یہ نہ کہا کرو کہ ہم ایسا کرتے تو ایسا ہوتا۔ وجہ یہ بیان فرمائی کہ ایسی باتیں شیطان کو اپنا کام کرنے کا موقع دیتی ہیں۔ وہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم پر رنج اور شرمندگی اور مقدور سے ناراضی مسلط ہو، اور تم یہ خیال کرو کہ ایسا اور ایسا کرنے سے تقدیر کو ٹالا جا سکتا تھا۔ ایسی باتیں رضا و تسلیم اور تفویض و تصدیق کو ضعیف کرنے والی ہیں۔ درحقیقت مسلمان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ خدا چاہے گا وہ ہوگا اور جو نہ چاہے گا وہ نہ ہوگا۔ جب دل اس اعتقاد سے ذرا منحرف ہوتا ہے تو شیطان کے لیے عمل کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ پس یہ ذرا سا جملہ کہ "ہم ایسا کرتے تو ایسا ہوتا" اگرچہ مجرد لفظ ہی ہے، لیکن چونکہ اس سے بڑے مفاسد کی ابتدا ہوتی ہے اس لیے اس کی ممانعت کر دی تاکہ دل میں وہ خیالات راہ ہی نہ پائیں جو ایمان کے منافی اور عمل شیطان کے لیے راستہ کھولنے والے ہیں۔

(۹۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کا کھانا کھانے سے منع کیا جو محض ایک دوسرے کے مقابلہ میں شان دکھلانے اور فخر و مباہات کی خاطر دعوتیں کرتے ہوں۔ اسی طرح ایسے لوگوں سے مال خریدنے کی بھی ممانعت کی جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں قیمتیں گھٹا کر فروخت کرتے ہوں تاکہ گاہک ان کے مخالف کی دوکان پر نہ جائے۔ اس ممانعت میں متعدد وجوہ سے ذریعۂ فساد کا انسداد ہے

(۹۶) قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب دیا جنہیں آزمانے کے لیے سبت کے

دن مچھلیاں پکڑنے سے منع کیا گیا تھا۔ سبت ہی کے دن مچھلیاں کثرت سے آتی تھیں اسلیے وہ جمعہ کے روز گڑھے کھودنے لگے تاکہ سبت کے روز مچھلیاں ان میں جمع ہو جائیں اور اتوار کے روز وہ انھیں پکڑ لیا کریں۔ اللہ نے ان لوگوں کو بندروں اور سوروں کی صورت کا بنا دیا۔ غور کرو کہ اس عذاب کی وجہ کیا تھی۔ یہی ناکہ انہوں نے نافرمانی کے لیے ایک جائز فعل کو ذریعہ بنا کر خدا کو دہوکہ دینا چاہا۔ ان کا اصل مقصد سبت ہی کی مچھلیاں پکڑنا تھا، جس سے انھیں منع کیا گیا تھا، مگر انہوں نے حیلہ یہ کیا کہ ایک جائز صورت فعل اختیار کی، یعنی جمعہ کو جال لگانا اور اتوار کو مچھلیاں پکڑنا۔ لہذا ان کو نافرمان قرار دیا گیا، کیونکہ اصل اعتبار صورتِ فعل کا نہیں بلکہ قصد فاعل اور حقیقتِ فعل کا ہے۔ جو لوگ ذریعہ کے انسداد کو اہمیت نہیں دیتے اور صرف صورتِ فعل ہی پر نظر رکھتے ہیں ان کے مذہب کی رو سے اصحاب السبت کا یہ فعل حرام نہ تھا، اسی وجہ سے وہ بھی ایسے حیلوں کو جائز رکھتے ہیں، مثلاً یہ کہ اگر احرام سے پہلے جال لگایا گیا ہو اور اس میں مچھلیاں پھنس جائیں تو احرام کھولنے کے بعد ان کو پکڑنا جائز ہے۔

(۹۷) امام احمد کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کے زمانہ میں اسلحہ فروخت کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ لاریب کہ یہ بھی اعانت علی المعصیت کے ذریعہ کا انسداد ہی کرنے کے لیے ہے۔ جو لوگ سدّ ذریعہ کے قائل نہیں وہ اس کو بھی جائز رکھتے ہیں حالانکہ یہ بیع دراصل تعاون علی الاثم و العدوان ہے۔ اور ایسے تمام بیوع اور اجارات اور ہر قسم کے معاملات اسی ذیل میں آتے ہیں جو خدا کی معصیت میں مددگار ہوں، مثلاً کفار اور باغیوں اور رہزنوں کے ہاتھ اسلحہ فروخت کرنا، اور غلام کو ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جو اس سے بُرا کام کرتا ہو یا کراتا ہو، اور مکان یا دکان کو رنڈیوں کے لیے کرایہ پر دینا، اور ان لوگوں کے ہاتھ چراغ اور سامان زینت فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا جن کے متعلق معلوم ہے کہ خدا کی معصیت میں ان کو استعمال کریں گے، اور ایسے شخص کے لیے

انگور نچوڑنا جس کے متعلق معلوم ہے کہ شراب بنائے گا۔ یہ اور ایسے ہی تمام امور دراصل اللہ کی نافرمانی میں مدد دینے کے مترادف ہیں۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے لیے انگور کا رس نکالنے اور نکلوانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ جو لوگ سد ذریعہ کے قائل نہیں ہیں ان کے مذہب کی رو سے لازم ہے کہ رس نکالنے والے پر لعنت نہ کی جائے اور ہر شخص کے لیے رس نکالنا جائز ہو اور کہا جائے کہ عقد میں قصد و نیت کا کوئی اعتبار نہیں، اور ذریعۂ معصیت خود معصیت نہیں۔ وہ علانیہ کہتے ہیں کہ ہم صرف ظاہر کو دیکھتے ہیں، باطن کا تعلق خدا سے ہے مگر ان کے اس مسلک اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں کھلی ہوئی منافات ہے۔

(۹۸) آنحضرت نے امرا سلاطین سے لڑنے اور ائمہ پر خروج کرنے سے منع فرمایا جب تک کہ وہ نماز قائم کرتے رہیں، اگرچہ وہ ظالم اور ستمگر ہوں۔ یہ اسی لیے تھا کہ ان سے جنگ کرنا ان کے ظلم و جور سے بڑھ کر فساد اور شر کا سبب بن جائیگا۔ جیسا کہ فی الواقع ہوا۔ جب کبھی ان کے خلاف جنگ کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو ظلم وہ کرتے تھے ان سے بدرجہا زیادہ ظلم و ستم برپا ہوئے اور آج تک امت پر ان فتنوں کے باقیات مسلط ہیں۔ اسی فساد کا دروازہ بند کرنے کے لیے حضور نے فرمایا کہ جب دو خلیفوں کی بیعت کی جائے تو ان میں سے ایک کو قتل کر دو۔

(۹۹) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو سات حرفوں میں سے صرف ایک حرف پر جمع کیا تاکہ مختلف لہجوں اور زبانوں کا استعمال قرآن میں اختلاف کا ذریعہ نہ بن جائے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مسئلہ میں ان سے اتفاق کیا۔

یہاں ہم تفاولاً صرف اتنی ہی مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں کہ اللہ کے اسماء حسنیٰ بھی (۹۹) ہیں۔